انتخاب

ساقیا یاں لگ رہا ہے چل چلاؤ
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

حقیقت ہندوستان کی حالت کو نہ پوچھئے کہ اس غریب پر ہمیشہ سے نحوست سوار ہے۔ زلزلوں نے غضب کی ہلچل مچائی ہوئی ہے مختلف طرح کی وبائیں اسکو بھیڑوں کی طرح لپٹی ہوئی ہیں۔ ہندوستان کے چلتے پرزے انگریزی علمداری کی تعزیرات کو بھی بالائے طاق رکھ کے بھول گئے۔ ایکسا ہی چھری میں دو ایکسا دن فدا کرتا ہے اور برابر بد مزاج منجھالا گلی سے منہ چھپا چلتے ہو جاتے ہیں۔ بقول میر حسن ؎

نہ شہد عدم کی لی اور نہ مشکل کی لی
نکل اُس مجلس سے جنگل کی لی

عزیز و اقربا کے مرنے پیٹنے کا غم تو بال بچوں کے جیتے جلانے کا الم جیتے جی کے آدمیوں کو اپنے رکھ رکھاؤ کا سلیقہ ہی نہیں بلکہ اپنی جان کو رہتی دنیا تک تو رکھ سکیں۔ اتنا بھی نہیں خیال کرتے کہ ؎

یہ جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ
ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ

بچھونے پر ذرا لیٹے ہوئے اور لمبی تانی سو خوب چکر ہوئے۔ سیکڑوں ہزاروں کا قافلہ عدم آباد روزانہ اس طرح چلا جاتا ہے جیسے نواب صاحب بہادر کا قافلہ بیت اللہ کو۔ شہر کے شہر غارت اور تباہ ہوئے چلے جاتے اور کوئی اتنا بھی نہیں پوچھتا کہ تمہارے منہ میں کے دانت ہیں۔ کیونکہ وہ خود نفسی نفسی میں مبتلا ہیں۔ خیر بچوں اور بڈھوں سے کوئی نہ پوچھے تو تعجب نہیں ہے۔ مگر آجکل کوئی جوانوں سے بھی نہیں پوچھتا۔ چل لینے والوں کی دلیری کا مادہ عجیب شجاعت خیز ہے۔ کہ فرشتوں کے لمبے لمبے دانتوں سے جو ہر وقت نکالے سامنے کھڑے رہتے ہیں چلتے چلاتے بھی تو نہیں ڈرتے کہ انکی امیدوں کے ڈھیلے مصری کی ڈلی کی طرح گھل کیوں نہ جائیں۔ مگر چل بچنے سے بس ہیں کرتے مگر یا کہ نہ سے آواز یا آتی آتی اور چلا چلا بار بار پہل سے بھائی بہار کے گذشتہ۔ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے نزل شد منزل سے نہیں کے نشاں کیسے کیسے

مرنے مردوں میں قومی ہمیت رہی نہ ملکی محبت۔ مردوں عورتوں میں لحاظ عفت رہا۔ نہ پاس عصمت۔ سب سے بچھلے بیوقوفوں کو دیکھئے ایک تو گھر سے آدمی کھوئیں دوسرے اپنے ہاتھ سے روپیہ۔ کر حاضری۔ تیجے۔ دسویں بیسویں۔ چالیسویں۔ چھماہی۔ اور برسی میں وہ دھوم مچاتے ہیں کہ رہے نام سائیں کا۔ انکا ماتم بھی شادی نما ہوتا ہے۔ انکی شادی میں اسقدر بربادی نہیں دکھلاتے جسقدر غمی میں دکھاتے ہیں۔ مرنے کا حلوا کھانے والے لوگ بھی تاک میں لگے رہتے ہیں۔ کہ کوئی مرے تو اپنی چکھوتیاں ہوں۔ جہاں کوئی بے موت مرا ہو سمجھئے خود بخود لوگ مرنے سے بہت پھیری کرتے ہیں کہ روٹیوں کا بھی منشیانہ جائے۔ بلا روک ٹوک نہیں مگر آج کل چندہ میں جھاڑو دینے سے درگزر نہیں کرتے۔ صرف گھر والوں پر کمبل ڈالنے کی کسر رہ جاتی ہے۔ مرنے والے کے گھر والوں کو مرنے والے سے غرض ہی نہیں رہتی۔ کہ مر گیا مردود۔ جسکی نہ فاتحہ نہ درود۔ اپنے نام سے غرض ہوتی ہے۔ کہ کہنے والے عزیز اقربا لوگ کہیں کہ اس نے اپنے باپ۔ بیٹے۔ بہن۔ بھائی۔ بھانجے بھتیجے کے چل بسنے پر وہ تر بتر کھانے کھلائے کہ موچھیں کلا بتو ہو گئیں۔ مگر یہ کوئی نہیں کرتا کہ اس جاڑے کے موسم میں پیٹ بھرنے کے عوض کسی غریب کا تن ڈھک سکے۔ تا کہ کچھ مناسبت تو ہو۔ کہ مرنے والے نے مٹی سے تن ڈھکا۔ اور جینے والوں نے لحاف و کمبل سے۔ مگر سمجھائے کون۔ فرید خاں۔ یہی وجہ ہے کہ علماء ایسی فضول خرچیوں کو اسراف بیجا میں داخل کرکے الگ تھلگ رہتے ہیں جیسے کسی مولوی سے جنت نصیب ہرنے پر فاتحہ درود کی چل پہل ہیں دیکھی کہ وہ بدعت کہہ کے روپیہ بچا جاتے ہیں۔ سچ ہے کہانے والے کھلانے نہیں دیتے تو روکے سے بھی رک نہیں سکتا۔ کہ یا بدست دیگرے دست بدست دیگرے ہوتا ہے۔ مگر روپے کا روک لینا اپنے اختیار میں ہے۔ کہ یہ بے پاؤں کا چلتے چلتے کبھی کبھی روکنے سے رک جاتا ہے۔ لوگ چھپے چھپ کر خواہ مخواہ اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے ہیں۔ علماء کے ہاتھوں کو چوم کے آنکھوں سے لگانا چاہئے کہ روپیہ ہاتھ سے روک کے لوگوں کو کفایت شعاری کی ہدایت کرتے ہیں۔ الغرض اس تصدیق واقعات نے ہندوستان کی کایا ہی پلٹ دی۔ جھڑ بازاروں میں نئی پود دیکھنے میں آتی ہے پرانے لوگ چلے جا رہے ہیں۔ بہتر ہو کہ اس جاڑے کی رُت میں ایسے خوفناک راستہ کی روانگی قطعی بند کر دی جائے کہ سکڑتے سکڑتے کوئی اول منزل نہ پہنچے اور گورکنوں کی آمدنی میں فرق نہ آئے ۔

جمیع حزیں ایڈیٹر

یاران ہم قالب

ملوں تو کیسے ملوں عید کے بہانے سے
دوگانہ پڑھکے ملوں آنکھ کے اشارے سے

مولانا دہلی پنچ بہادر - تسلیم - مزاج شریف - عید مبارک! اس خوشی کی انہماکی حالت انہیں سے پوچھنی چاہیے - جنہوں نے گذشتہ ماہ رمضان شریف میں - نماز سنت بنکر خالق مطلق کی یاد میں دل و جان سے دست بستہ عبادت کی ہے کوئی ان سے کیا پوچھے جو حضرات نماز - تراویح - ورد وظائف سے دست بردہ ہوکر دن بھر بھوکوں مرے بھی اور بعد افطار خانہ باغ میں بیٹھ دو تول دہسکی چڑھائی ہو - انکی تمثیل تو بجنسہ دھوبیوں کے کتوں کی ہے کہ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا

چہ داند بوزنہ لذات ادرک

یہاں تو بہتیروں کے دماغ میں یہ گھسی ہے کہ ؎

جس سے پاتے ہیں خدا کو وہ تو منتر اور ہے

کوئی اسکی رٹ لگائے ہوئے ہے کہ ؎

نہ تسبیح ہے نہ سجدہ ہے نہیں مطلب کتابوں سے
تصور بندھ گیا دل میں یہی تکرار کافی ہے

چلئے چھٹی شد - ورد وظائف اور تسبیح کی ضرورت ہی کیا ہے - منتر پڑھکر خدا کو بلا لیجیے - اس سے تو اظہر من الشمس ہے کہ آپکا خدا کوئی گھمن سانپ ہے یا شاید آپکے بابا آدم ہی دوسرے ہوں ؎

مارا چہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت

شام کا وقت تھا - آفتاب بھی ابھی غروب ہوا تھا - فاقہ کشوں کی منتظر آنکھیں خوشی کی آمد کا دم بھر رہی تھیں - اتنے میں چند حضرات اپنے اپنے کالج سے بنٹھنا کر باہر چاند کے خیال میں آسمان تکنے لگے - غل ہی رہے تھے کہ آڑا اڑا اڑا دھڑم ساڑا اڑا دھڑ دم کے آوازے (بندوق کا چھوٹنا یا چاند ہونے کی تصدیق ہے) کسی نے کہا وہ ہے پتلا سا نظر آتا ہے - کسی نے کہا ارماں خوب موٹا تو ہے کیوں نہیں دیکھتے - ایک حضرت بولے نہیں حضرت آپکی آنکھ کمزور ہے موٹا دیکھنے سے چیخ اٹھیگی - پھر تو وہ قہقہا لگا کہ معاذ اللہ جیسے صراحی سے پانی اچھل جاتا ہے - بیچے صاحب عید ہوئی - اب مشتاق کی حالت تو نہ پوچھئے - یہ تو سال بھر سے عید کے منتظر تھے ہی - خوشی کے مارے بغلیں بجانے لگے اور یہ کہنے لگے ؎

ملوں تو کیسے ملوں عید کے بہانے سے
دوگانہ پڑھکے ملوں آنکھ کے اشارے سے

علی الصباح اینجانب سلمہ اللہ کو بھی جو کسی بعید الوطن کی یاد نے گدگدایا تو نئے نئے بہار دار کپڑے پہن - سرمہ - تیل - عطر و عنبر سے آراستہ ہوا بنی بانکی چھڑی ہاتھ میں لے دانایان حقیقت سے ایک حضرت میانہ قد صاحب کے ساتھ گھس پس گھس پس (نئے کپڑے کی آواز) کرتے شاہی عیدگاہ کی طرف چل کھڑے ہوئے - حضرت آپکی پاپوش شریف تو خوب چاین اوں چاین اوں بول رہی ہے - جی ہاں میں نے اس میں بکری کے بچے کی روح اور جھینگر پکڑ کر بند کر رکھے ہیں - قہ قہ قہ قہ واللہ خوب کہا - خیر شاہ کے روضہ مبارک تک جو پہونچے تو ایک حضرت مکمل خان صاحب (یعنی نووارد) پر نظر پڑی - قد مبارک کی لمبائی چوڑائی پر جو خیال کیا تو ماشاء اللہ شیر معلوم ہوئے حضرت میانہ قد صاحب کی پیشگوئی ہوئی کہ بعد نماز عید ملنے کے لئے تین ڈنڈے کی سیڑھی کی ضرورت ہے - کسی نے کہا اگر آپ فوج میں ہوتے - اور لڑائی پر جانے کا اتفاق ہوتا تو غنیم آپ سے لڑنے کے واسطے اونٹ پر چڑھکر آتے (لوگ قہ قہ قہ ہا ہا ہی ہی ہو ہو ہو - بھئی واہ کیا تلی ہوئی باتیں کی ہیں) میں نے آپکی بہی خواہی اور ہمدردی کی بہت کچھ تعریف سنی ہے - مسلمانان کی بھلائی کی سوچنا تو انہیں کا کام ہے - جان توڑ کوشش دکاوش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں چھوڑتے - آپکی تعریف جو کچھ کی جائے تھوڑی ہے - ایسے ہی لوگوں کو انگریزی میں پبلک اسپرٹیڈ کہتے ہیں - اور یہاں ایسے ہی حضرات کی ضرورت بھی ہے جو صاحب بہادر کے سامنے مونچھ پر تاؤ دے دیکر ہمارے فوائد کی کہیں - فلاں ساؤ - فلاں سنگھ - فلاں جان - پری جان - موتی جان سے کیا خاک بہتر انتظام ہوگا - یہاں نئی روشنی کے حضرات کی جو حال کی حالت سے واقف ہیں انکی ضرورت ہے ؎

ترقی اگر اپنی چاہے بشر
تو لازم ہے تحصیل علم و ہنر

اس سے فرصت ہوئی تو آگے بڑھکر تھوڑی دیر بعد کسی حسین - مہ جبین - نازنین کی دل آویز میٹھی میٹھی بھولی بھولی عاشق دلدادہ کی موہ لینے والی آواز اچانک سنائی دی - مولانا وحشت کا تقاضا ہوا کہ دیکھا چاہئے یہ آواز کس ظالم کی ہے

کہ دل کو کتان کی طرح ٹکڑے کئے جاتی ہے - نظر اشتیاق نے جو ادھر اُدھر ڈالا تو کچھ اور ہی عالم نظر آیا - اس پا تیز - سہ پارہ - آہوئے چشم - خندہ رو - شیریں سخن کے ساتھ بہتیروں کا گلہ ہے - بھلا نقار خانہ میں طوطی کی آواز سنتا ہی کون ہے - ہزار ہزار خواہش کی کہ وصال حاصل ہو مگر یہ مزہ کب اجازت دیتا کہ آگے بڑھوں - بس اندر والے کی چھڑ پھڑاہٹ اور گھگیاہٹ نے بے موت ہی مار ڈالا ؎

پلنگ میرے لئے آپکی ادا شیری

خدا خدا کر کے عیدگاہ میں جو نازل ہوئے تو وہاں وہ غل غپاڑہ کہ خدا کی پناہ بھیا تربیع - شیر شاہ کا مزار شریف عیدگاہ کے قریب ہی اُنکے روضہ مبارک میں ہے - میرا تو خیال یہ ہے کہ اس غول بیابانی کے غل سے آپکی روح شریف کو سال میں دو بار سخت مصیبت اُٹھانی پڑتی ہوگی -

اول تو نماز کے قبل ہی امامت کے وہ جھگڑے پھیلے کہ دو ملا میں مرغی حرام ہو گئی - ایک شریف ملا کے رہتے ہی لوگوں نے تیم ملا خطرہٴ ایمان صاحب کو امامت دی - دوئم یہ کہ آواز دہ پست کہ پانچ صف کے بعد سنائی تک نہ دی - سوم یہ کہ ادھر نماز ختم ہوئی اور خطبہ کے قبل ہی عالم طریقت لوگ اپنے لڑکوں کے لئے کھلونے ڈگڈگی - اور باجے خریدنے لگے - کہیں خطبہ پڑھا جا رہا ہے تو کہیں ڈگڈگی اور باجے بج رہے ہیں - دیکھے میں کہ حضرات بجا رہے ہیں - ادھر نماز ختم ہوئی اور باجا اُٹھا اور کان دل کچھ - ایں - آں کے غل سے سب کے گوش مبارک سُن ہو گئے - اجی حضرات یہ بھی کوئی شیوہ ہے - اگر خطبہ بعد ہی خرید فروخت کرتے تو کیا چیزیں ایک پیسہ کی جا دو پیسہ میں ملتیں - اگر یہاں لڑکوں کو نہ لاتے تو کیا جورو جان بگڑی جاتی تھیں - نماز بے کھیل نا شد - فرشتوں کے جب حسابی کوڑے پڑینگے تو معلوم ہوگا +

راقم خوش رہو آباد رہو ضلع شلہ آباد رہو

سردی کی آمد

پہلے آپکے پچھتائے نہ کیا کچھ ہے - نہ راہ چلنے میں چھینٹیں گھر آنے میں نہ چھس پھس مینہ برس رہا ہے نہ غریب اپنے بچے اور چھوٹے جھونپڑوں میں بیٹھے اپنے کلبہ احزاں کے منہدم ہو جانے کا خوف کھا رہے ہیں - نہ پانی مکانوں کی چھتوں سے ٹکڑ دالانوں میں داخل ہو رہا ہے - نہیں نہیں آجکل تو وہ ایام ہیں کہ ہر فرد بشر ہر وقت آزادی سے گھوم سکتا ہے نہ سردی سے ہاتھ پاؤں تھرتھراتے ہیں نہ گرمی کی لو سے تن جھلستا ہے - نہ پانی سے کپڑے لت پت ہیں نہ شب بیداری میں تکلیف ہوتی ہے - نہ زور جوانی میں اُمنگ - نہ کپڑوں کے نہ پہننے سے تکلیف ہوتی ہے - نہ کپڑے پہننے کی اُمنگ - طبیعت جو برسات میں خوراک کھانے سے اکتائی تھی اب اعتدال کے ساتھ ہر خورش کی خواہشمند ہے - گویا منتظم قدرت نے آج کل کے دنوں میں اجازت دیدی ہے - کہ جو چاہے پہنو جو چاہے کھاؤ - نہ سردی کا خوف ہے - نہ گرمی کا خطرہ نہ سرد چیزوں سے گریز ہے - نہ گرم چیزوں سے عذر - باغوں میں پرند صبح کے سہانے وقت کو اپنے خوش الحان راگوں سے عجیب طور پر دلچسپ بنائے ہوئے ہیں - پھولوں کا عجب جوبن ہے - جدھر دیکھئے گویا بہار ہی بہار ہے - مگر سچ تو یوں ہے کہ سارا لطف اُس خدا کے بندہ کو ہے - جسکی بغل میں کوئی رفیق ہو - لیکن (مجھ جیسے) ہجران نصیب کو سارے دن ایکساں ہیں - جیسے سوکھے ساون ویسے بھرے بھادوں اُنکو تو چمن کی سیر سے ایک نئے قسم کا رنج پیدا ہوتا ہے - نرگس کا نظارہ اُنکے دیدہٴ انتظار کو رنج دیتا ہے - اور سنبل کا پیچ و خم ایک نئے قسم کا کاوہ دکھلاتا ہے - لالہ کا داغ اُنکے دلوں پر عجیب داغ دیجاتا ہے - اُنکے سینہ میں وہ داغ سیاہ کا ہونا کسی عاشق کے دل سے کون پوچھے - آج جوانان گلشن اپنے رنگ میں مست ہیں - اور ہی سردی خانم کے انتظار میں آغوش منت وا کئے کھڑے ہیں - اور اپنی جان و مال جو کچھ ہے بی جان کے اوپر تن من تقدیر نثار کرنے کو تیار ہیں - نرگس کا انتظار سنبل کا پیچ و تاب سرو کے انتظار میں ایستادگی سوسن کے انتظام میں زبان درازی کا باعث شاید بی جان کی آمد ہی ہے - کیا کوئی دل بھی ایسے پر فضا وقت میں بے یار و فادار رہ سکتا ہے - نہیں نہیں یا اگر کوئی رہ سکتا ہے تو شاید ہی کوئی مردہ دل مردہ طبع ہے - ہاں حرمان نصیب جان نثار کشتہ خنجر ادبار کی نہیں کہہ سکتا - اُسکو بھی کم از کم زمانہ کی چھکا چوند سے یہ تو ضرور یاد ہوگا ؎

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی

مجبوری کے عالم میں اپنے بستر پر کروٹیں تو ضرور بدلتا ہوگا ؎
ان دو جہاں کے بیچ میں بیٹھا ہی کا خوب ہ جسکے کئے دو یار میں اکیلا ہار کر آگے عرض ف:

اور اُنکے جنکی بغل میں بیاہ ہے تو گویا اب عید کے قریب ہے ۔ نازک بدن کا لطف اُنکو نانہ جو اُنکا بہار اُنکی سردی اُنکی لئے بہار ہی اُنکی جو کچھ ہے الغرض سب اُنہیں کا ہے ۔ اور بے یار والے تو موسل کے موسل جیسے اِدھر ویسے اُدھر فقط ختم یہ کہ بی سردی خانم آ پہونچیں ۔ استقبال کیجئے ؞

ترکاریاں

حضرت بندہ نے ترکاریوں کے دو کلاس سمجھے ہیں ۔ ایک وہ جو اصلی اور ایک وہ جو دوغلی ۔ اصلی وہ جنکے باپ دادا ترکاری اور نقلی وہ جنکے باپ دادا اور ۔ اور خود ترکاری ۔ اول کلاس تو گوبھیاں ۔ سملی اور دوسری کلاس بیگن وغیرہ ؞

راقم مولوی مورانوی

چٹپٹا نوٹس

تھوڑے دنوں تک بڑا لطف رہا کہ لوگ اسٹرائک کو سٹرائک پڑھتے ہیں ایک کہتے ہیں تو بھئی فلاں کارخانہ کے آدمیوں نے سٹرائک کر دیا ۔ دوسرے حضرت ریڈکرتے ہیں کہ اے آئی ریلوے والوں نے بھی سٹرائک کر دیا غرض سٹرائک کی دوہ بھرمار رہی ۔ کہ توبہ ہی بھلی ؞

جرمن میں سٹرائک

دو لاکھ بیس ہزار کان کنوں نے کام چھوڑ دیا ۔ یہ کمیون کہتے ہیں یا تو پندرہ فی صدی اُجرت بڑھاؤ ۔ نہیں تو کانوں کو لئے بیٹھے رہو انہوں نے کئی لاکھ روپے چندہ سے جمع کرلئے ہیں اور یہ خوب جانتے ہیں کہ کانوں کے مالکوں کو سنتی ہی پڑیگی ۔ اور اُجرت پوری ہیگی ۔ جرمن بھر میں تہلکہ مچ رہا ہے اور کارخانوں ۔ ریلوں کا کوئلہ کا ذخیرہ ختم ہونے کو ہے ؞

فرانس میں سٹرائک

تین ہزار ڈبل روٹی کے پکانے والوں نے کام بند کر دیا ۔ اسواسطے کہ ماسٹر بیکروں نے کہا تم ہفتہ میں ہم ۲ گھنٹے کی چھٹی ایک ساتھ دو ۔ اس سے کام بہ بیچ واقع ہوتا ہے اور مغززین کو تکلیف ہوتی ہے ۔ روزانہ چھٹی لے لیا کرو ۔ وہ کہتے ہیں ۔ قانون ہمیں ایسا کرنے کی اجازت دیتا ہے ۔ پھر ہم تمہاری سُنیں کیوں ۔ غرض ہر طرف سے ڈبل روٹی کی صدا بلند ہے ۔ یہ سٹرائکرس ہندوستانیوں کی طرح نہیں ہیں ۔ کہ ایک ہزار نے سٹرائک کیا تو چلیے ہزار موجود ہیں ۔ اور کہتے ہیں کہ ہمکو کم ہی اُجرت دو گو نوکر رکھ و بہت کما سکتی ؞

معشوق پر ایک دو تین

ایک بنگالی بھیا نیز یلو کے ایک معزز شخص کے پاس آئے اور کہا کہ میں کلکتہ کے فلاں کارخانہ کا ہیڈ کلارک ہوں ۔ مجھے رہنے کو مکان دیجئے جب علالت جاتی رہیگی میں چلتا پھرتا نظر آؤنگا ۔ اب صرف برائے تبدیل آب و ہوا کی غرض سے آیا ہوں ۔ معزز شخص نے دیکھا کہ آدمی سچا معلوم ہوتا ہے ۔ اور ایک مکان دیدیا ۔ آپنے یہاں رہکر ایک بھولی لڑکی پر ڈورے ڈالنے شروع کئے ۔ اور ایک روز اسکو مع زیورات کے لیکر چلتا بنے کلکتہ میں آبراجے ۔ جب تک گہنا پاتا تھا خوب بیچ بیچکر لطف اُٹھائے ۔ بغل گرمائی ۔ لیکن جب رہی نہ ایک پائی ۔ تو بڑی مصیبت آئی ۔ دل میں یہی سمائی ۔ کہ معشوق کو بیچ ہی ڈالئے ۔ لیکن یہاں قسمت کی کھائی لڑکی نے دہائی تہائی مچائی ۔ پولیس آئی ۔ جکڑ دی بنگالی نے کلو پیٹائی ۔ اور مرمت بھی خوب کرائی ؞

راقم اے آر میرٹھی

گذشتہ اشاعت سے آگے

کریما

در صفت سخاوت

سخاوت کند نیک بخت اختیار ؞ تو اب تو بھی کر ایک موسلہ یار
بلطف و سخاوت جہانگیر باش ؞ کہ آنکھوں کا اندھا ہے گول کانش
سخاوت بود کار رضا حبدلاں ؞ اکڑا دھر اکڑا بیٹھ عاقلاں
سخاوت مس عیب را کیمیاست ؞ کرٹ کٹ کے ہو جائیگا بھر بہ رات
مشو تا توان از سخاوت بری ؞ نہ دیکھا ۔ کھاؤ خصم کر گئی

باقی آئندہ

بقلم بیکل دہلوی

(ایک) کیوں بھئی تم ہفتوں میں دو رات کا اشتعار بھی کھلائے ہو ہاں کم از کم دو ایک وقت بھی یہ بے محمود چیز بن رکھتے ہو دوسرا ۔ بیشک کیوں نہیں ۔ جب ۔ رات نہیں